ڈاکٹر محمد جنید ندوی
ایڈجنکٹ پروفیسر، فیکلٹی آف سوشل سائنسز
رفاہ انٹرنیشنل یونی ورسٹی، اسلام آباد

سیرت نگاری کے مصادر کی تفہیم نو

ABSTRACT

Sīrah or Life of the Prophet of Islam (Sal'lāllahu 'Alayhi Wa Sallam) has been a subject of great significance for Muslim scholarship and common man as a normative source of guidance. It has been a subject of endless series of writings and studies done by historians, traditionalists, jurists, and scholars interested in the disciplines of Islamic social sciences. In the 1st century of Islam, sīrah became a vital source of developing the religious, socio-economic, and political laws of Islam, interpretation of the Holy Qur'ān, of Islamic history and other areas of the activity. The first three centuries of Islam is a period of compilation and classification of the available information about the life, conduct, personality, and statements of the Prophet of Islam (peace be on him). In the later period, the scholars focused on the interpretation of the collected data and the transformation of sīrah as a systematic discipline. The arrival of Western colonial powers to the Muslim World in the late 19th century opened a new era of studying of the life of the Muḥammad (peace be on him). Because of the intense intellectual encounter between the Muslim orient and colonial occident, new aspects of studying the life of Muhammad or Sīrah, were discovered and a new genre of literature emerged in response to the large quantity of work produced by the Western writers on Sīrah. However, the sources of Sīrah-writing did not change. With this brief preamble, this paper presents an insight of the sources of Sīrah-writing, useful to understand the nature of this work.

Key Word: normative, traditionalists, significance, religious

موضوع کا تعارف

اِسلامی علوم وفنون میں آج تک جو کچھ مدّون ومرتب ہوا ہے، اِس میں غالب حصّہ سیرتِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہے۔ اور شاید یہ کہنا بلا مبالغہ نہ ہوگا کہ دنیائے علم میں مدوّنات، مصنّفات اور کتب ورسائل میں سب سے زیادہ تعداد سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہے۔[1]

اِس کی وجہ یہ ہے کہ سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تنوّعات کے اِعتبار سے نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے جو چَودہ سو سال سے جاری ہے اور اِنشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔ دنیا میں جب تک مسلمان ہیں، سیرتِ نبویّہ ایک زندہ کی حیثیّت رکھے گی، اور دُنیا کے ترقی پذیر تمدن اور تبدل پذیر حالت میں کسی ہمہ گیر وجامع اُسوہ حسنہ کے کسی ایک پہلو کو کبھی اَہمیّت حاصل رہے گی اور کبھی کسی اور کو۔[2]

سیرتِ محمّدی صلی اللہ علیہ وسلم پر دُنیا کی مختلف زبانوں میں لکھنے والوں نے مختلف مقاصد، مختلف اِحساست اور مختلف زاویوں اور پہلوئوں سے کتابیں لکھی ہیں۔ اِسی بِناء پر سیرت کی تمام کتابیں ثقاہت وصحت کے اِعتبار سے ایک جیسی نہیں ہیں۔ کسی سیرت نگار نے تو چھان پھٹک کے بغیر ہی رطب ویابس کو بس اِکٹھا کر دیا ہے، یہاں تک کہ موضوع رِوایتوں کو بھی نقل کرنے سے گریز نہیں کیا۔[3] اِسی طرح آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات جن کو مسلمانوں سیَر اور آنگریز لائف کہتے ہیں صرف دِین دار مسلمان عالموں ہی نے نہیں لکھے، بلکہ غَیر مذہب کے علماء ومورخین نے بھی بہت کچھ لکھا ہے۔ مگر نہایت اَفسوس ہے کہ دونوں افراط وتفریط میں پڑ گئے۔ پہلوں کی آنکھوں میں تو کمالِ روشنی کے سبب چکا چوند آ گئی، اور پچھلوں کی آنکھیں بجلی کی چمک سے بند ہو گئیں۔ پہلے تو شرابِ محبت کی سرشاری میں بات سے بھٹک گئے اور پچھلے اُس راستے کی ناواقفی سے منزل تک نہ پہنچے۔ پہلے تو یہ بُھولے کہ وہ کس کا بیان کرتے ہیں اور پچھلوں نے اُسی کو نہ جانا جس کو ذکر کرتے ہیں۔[4]

سیرت نگاری، بعثتِ محمّد صلی اللہ علیہ وَسلم کی عظمت، وُسعت اور مَنصبِ نَبوت کی نزاکتوں اور اہمیّت کی مکمل تصویر پیش کرنے کا نام ہے۔ آپ صَلی اللہ علیہ وَسلم کی سیرتِ مطہرّہ اُمتِ مُسلِمہ کا سرمایہ اور مینارہ نُور ہے جس سے تاقیامت رَہنمائی لی جاتی رہے گی۔ لیکن اِس سرمائے اور چشمہ ہدایت میں بعض مضر چیزوں کی ملاوٹ ہو گئی ہے۔ لہذا اِس بات کی ضرورت ہے کہ مستقبل کے سیرت نِگاروں کی رَہنمائی کی جائے تاکہ وہ سیرتِ طیّبہ کے چشمہ فیض وہدایت کو صاف وشَفّاف انداز اور جدید دَور کے تقاضوں کے مطابق پیش کر سکیں۔ اِسی مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے مقالہ ہذا میں سیرت نگاری کے مآخذ کا جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔ اِس کے لیے قدیم وجدید سیرت نگاروں کے مقدماتِ کُتب میں جِن مآخذ کی نشان دہی کی گئی ہے، اُنہیں جمع کر کے وہ اُصول مرتّب کرنے کی

کوشش کی گئی ہے جو سیرت نگاری کے لیے مفید ہو سکتے ہیں۔ اِس کام کے لیے عربی، اُردو اَور اَنگریزی کی چند معروف کُتب کا اِنتخاب کیا گیا ہے، جن کی فہرست حواشی نمبر پانچ[5] میں درج کر دی گئی ہے۔ مقالے کے متن میں صِرف اُن سیرت نِگاروں کا ذِکر کیا گیا ہے، جن کی کُتبِ سیرت کے دِیباچوں میں سیرت نگاری کے مآخذ کے بارے میں رَہنمائی ملتی ہے۔

سیرت نگاری کے مصادِر

سیرت نگاری کے میدان کا سب سے اَہم سوال یہ ہے کہ سیرت نگاروں نے سیرتِ نبوی صَلی اللہ علیہ وَسلم کو مرتب کرنے کے لیے کن مصَادِر کو سامنے رکھا ہے؟ اِن مصادر کو زیرِ بحث لانا ضروری ہے، تاکہ مُستنَد اور غَیر مُستنَد وَقَائع و معلومات کا تعین ہو سکے۔ علمِ سیرت کے مصادر کو یُوں تو ہر دور میں اہمیت حاصل رہی ہے، لیکن بیسویں صدی کے اَوائل سے اِس مسئلے نے مزید اَہمیت اِختیار کر لی ہے، کیونکہ مغربی مُستَشرقین کی خاصی بڑی تعداد مصادرِ سیرت کے بارے میں شک و شبہ کا اِظہار کرتی رہی ہے۔[6]

سیرت نگاری کے میدان میں اِس بات تعین بے حد ضروری ہے کہ سیرِ طیبہ کو کن مصادر و مآخذ سے مرتب کیا جائے۔ مصَادِرِ سیرت کی فہرست تو کافی طویل ہے، لہذا ہم اِختصار کے ساتھ اُن مصادر کو قلم بند کریں گے۔

سیرت نگاری کے لیے اہل علم نے مندرجہ ذیل مصادر و مآخذ کو تسلیم کیا ہے: ۱- قُرآن مجید۔ ۲- کُتبِ اَحادیث۔ ۳- کُتب مَغازی وَ سیر۔ ۴- کتب تاریخ۔ ۵- کتب تفاسیر۔ ۶- کتب اَسماء الرجال۔ ۷- کتب شمائل۔ ۸- کتب دلایل۔ ۹- کتب آثار واَخبار۔ ۱۰- معاصرانہ شاعری۔ ۱۱- غیر مذہب کی مقدس کُتب۔

I. **قُرآن مجید:** سیرتِ رَسول صَلی اللہ علیہ وَسلم کا پہلا بنیادی مآخذ قُرآنِ مجید ہے۔ اِس الہامی کتاب کی ایک سو چَودہ سورتوں میں آنحضرت صَلی اللہ علیہ وَسلم کی حیات مبارکہ کے ضروری اَجزاء جَستہ جَستہ مذکور ہیں۔ آپ صَلی اللہ علیہ وَسلم کی اِبتدائی زندگی، یتیمی، غُربت، جَوانی میں مالی فراغت، تلاشِ حَق، بِعثَت، نُزولِ وَحی، دَعوت و تَبلیغ، کُفَّار کی مخالفت، اِسلام کا فَروغ، واقعہ معراج، ہجرت حبشہ، ہجرتِ مدینہ، تَحویلِ قبلہ، مَشہور غَزَاوات مثلاً بَدر، اُحد، اَحزَاب، حُنین، تَبوک، فَتحِ مکّہ، اور حضور صَلی اللہ علیہ وَسلم کی خاندانی زندگی، اَخلاق و عادات، اور سیرت و کردار کے بارے میں مُستند معلومات کا سرچشمہ قُرآنِ مجید ہے۔[7]

II. **کُتب اَحادیث:** قُرآنِ کریم کے بعد سیرتِ رسول صَلی اللہ علیہ وَسلم کا دوسرا بڑا مآخذ اَحادیثِ نبوی صَلی اللہ علیہ وَسلم ہیں۔ اَحادیث کے راویوں کی تعداد ایک لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ اِس ذخیرے میں صحیح، قَوی، ضعیف، اور موضُوع اَحادیث سب الگ، الگ نہیں ہیں۔ محدّثین کرام رحمت اللہ علیہم نے بے حد تلاش، محنت، اور احتیاط

کے بعد کُتبِ احادیث مرتب کیں اور یوں سیرتِ رسول صَلی اللہ علیہ وَسلم کے لیے اَیسا بے مثال ریکارڈ محفوظ کیا، جس کی دُنیائے تاریخ میں نظیر نہیں ملتی ہے۔ یہ درست ہے کہ بَقول سر سید اَحمد خان، "کسی مشہور مُحدّث نے بجز ایک کے [شمائل ترمذی کے مرتب، اِمام اَبوعیسی تِرمذی ۲۰۹-۲۷۹ھ] کوئی خاص کتاب آنحضرت صَلی اللہ علیہ وَسلم کی زندگی کے حالات پر نہیں لکھی، لیکن تمام محدثین نے، جن کی سعی اور کوشش کا دُنیا پر بڑا اِحسان ہے، اَپنی اَپنی کتابوں میں، اُن اَحادیث کو بیان کیا ہے، جو آنحضرت صَلی اللہ علیہ وَسلم کی زندگی کے حالات سے مُتعلق ہیں۔ پَس وہی اَحادیث کی کتابیں ہیں جن سے کم و بیش آنحضرت صَلی اللہ علیہ وَسلم کی زندگی کے حالات صَحیح صَحیح دریافت ہو سکتے ہیں اور جن کو معقول طرح سے ترتیب دینے سے، اور صَحیح کو غَلط سے تَمیز کرنے سے ایک مُعتبر تَذکرہ آپ صَلی اللہ علیہ وَسلم کا جمع ہو سکتا ہے۔[8]

III. کُتبِ مَغازی و سیَر: سیرتِ رسول صَلی اللہ علیہ وَسلم کا ایک اور اَہم مآخذ مَغازی اور سیرت کی وہ کتابیں ہیں جو اِبتدائی دَور کے بزرگوں نے مرتب کیں۔ مَغازی کا مطلب اگرچہ جنگیں ہے، لیکن اِصطلاحاً اِس سے مراد وہ جنگیں ہیں جن میں آنحضرت صَلی اللہ علیہ وَسلم خود شریک ہوئے۔ اُصولاً تو مغازی کو صرف غزاوات نبوی صَلی اللہ علیہ وَسلم، اور اُن میں شریک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تذکرے تک محدود رہنا چاہیے تھا، لیکن اپنے توسیعی مفہوم میں اِس اِصطلاح کا اِطلاق حضور اکرم صَلی اللہ علیہ وَسلم کی پوری حیاتِ مبارکہ پر کیا جانے لگا۔ اِسی وجہ سے حضور اکرم صَلی اللہ علیہ وَسلم کی زندگی، بالخصوص مدنی زندگی، کے تذکرے پر مشتمل کتابوں کو مغازی بھی کہا جاتا ہے، اور سیرت بھی۔[9]

IV. کُتبِ تاریخ: سیرتِ رسول صَلّی اللہ علیہ وَسلم کا ایک اہم مآخذ قُدَما کی لکھی ہوئی اِسلامی کُتبِ تاریخ ہیں۔ بنیادی طور پر یہ سیرت کی کتابیں نہیں ہیں بلکہ اسلامی دُنیا کے حکمرانوں، اہم شخصیّتوں اور مسلمان ممالک کے اَحوال و وَقائع بیان کرنے کا ذریعہ ہیں۔ لیکن اسلام کی ابتداء کے مبارک تذکرے میں آنحضرت صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کی زندگی اور کارناموں کو بھی اپنا موضُوع بناتی ہیں۔ تاریخ کی اِن کتابوں میں کہیں آنحضرت صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کے سَوانح حیات مختصراً اور کہیں تفصیلاً اور بیان ہوئے ہیں۔ ہماری قَدیم کُتبِ تاریخ میں اکثر رِوایات تو وہی ہیں جو حدیث اور مغازی و سیَر کی مشہور کتابوں میں محفوظ ہیں، لیکن اِبتدائی دور کی تاریخی کتابوں میں اَیسی رِوایتیں بھی خاصی تعداد میں مل جاتی ہیں جو صِرف اُن ہی کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ اِس لحاظ سے یہ کُتبِ تاریخ، سیرتِ رسول صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کے ضرورِیَ منبع کی حَیثیّت رکھتی ہیں۔ یُوں تو اسلامی تاریخ پر مُتقدّمین، مُتوَسِطین اور مُتاَخرین

نے بے شُمار کتابیں لکھی ہیں، لیکن سیرتِ رَسول صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کے حوالے سے صِرف وہی کتابیں قابلِ ذکر ہیں جن میں اُس مقدّس ہستی کا بطور خاص تذکرہ کیا گیا ہے، اور اُن کے بارے میں کچھ نہ کچھ نیا مواد پیش کیا گیا ہے۔[10]

V. **کُتبِ تفاسیر:** سیرتِ رسول صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کا ایک اور اہم مآخذ وہ کُتبِ تفاسیر ہیں جو قُرآنِ مجید کے معنی و مطالب بیان کرنے کے لیے قُدَمانے تحریر کیں۔ حضور اَکرم صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کے حالات دریافت کرنے کا سب سے مُستَند ذریعہ کلامِ اِلٰہی ہے۔ چُنانچہ جب قُرآن مجید کی تشریح وتَوضیح کی جاتی ہے، تو سیرتِ رسول صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کی نِسبَت سے وہ مقامات زیادہ اہم ہو جاتے ہیں جہاں خدا تعالی نے آنحضرت صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کو مخاطب کیا ہے، یا اُن کی زندگی کے مختلف واقِعات کی طرف اَجمالی اِشارات کیے ہیں۔ یہ تفاسیر اُس وقت کی معلومات کا ایک قیمتی خزانہ ثابت ہوتی ہیں، جب یہ معلوم کرنا ہو کہ آیاتِ قُرآنی کے نُزُول کے اَوقات، اَسباب اور مَقامات کون، کون سے تھے؟ اور اُن کا آنحضرت صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کی ذاتِ مبارکہ سے کیا تعلق تھا؟ اِسی لیے کُتبِ تفاسیر، سیرت النبی صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کا ایک اہم سرچشمہ قرار دی گئی ہیں۔[11]

VI. **کُتبِ اَسماءُ الرّجال:** سیرتِ رسول صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کا ایک اور اہم مآخذ کُتبِ اَسماءُ الرّجال ہیں، جو سیکڑوں کی تعداد میں قَدیم محدّثین نے بڑی محنت اور کاوش کے بعد مرتّب کیں۔ رَسول اَکرم صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کے حالاتِ زندگی چونکہ صحابہ کرام، رضوان اللہ علیہم اَجمعین، نے روایت کیے، اور اُن سے تابِعین، رحمت اللہ علیہم، نے سُنے اور نُوٹ کیے، اور اُن سے تَبَعِ تابِعین، رحمت اللہ علیہم، نے سُن کر محفوظ کیے، اِس لیے یہ ضروری سمجھا گیا کہ بَقول شِبلی نُعمانی، رحمت اللہ علیہ، "یہ بھی تحقیق کیا جائے کہ جو اشخاص سلسلہ روایت میں آئے، کون لوگ تھے؟ کیسے تھے؟ کیا مشاغِل تھے؟ چال چلن کیسا تھا؟ حافظہ کیسا تھا؟ سمجھ کیسی تھی؟ ثِقہ تھے یا غَیر ثِقہ؟ سطحی الذہن تھے یا دَقیقہ بِین؟ عالم تھے یا جاہل تھے؟ سیکڑوں محدّثین نے اپنی عمریں اِسی کام میں صرف کر دیں۔ ایک ایک شہر میں گئے، راویوں سے ملے، اُن کے متعلق ہر قِسم کی معلومات بَہم پہنچائیں۔ جو لوگ اُس زمانے میں موجود نہ تھے، اُن کو دیکھنے والوں سے حالات دریافت کیے۔ اِن تحقیقات کے ذریعے سے "اَسماءُ الرّجال" بائو گرافی، کا وہ عظیم الشان فن تیار ہو گیا، جس کی بدولت آج کم اَز کم ایک لاکھ اَشخاص کے حالات معلوم ہو سکتے ہیں۔ اور اگر ڈاکٹر اِسپرنگر کے حُسنِ کا اِعتبار کیا جائے تو یہ تعداد پانچ لاکھ تک پہنچ جاتی ہے۔[12]

یہ حالات جن کتابوں میں درج کیے گیے ہیں، اُن کو "کتب اَسماءُ الرّجال" کہا جاتا ہے۔ یہ کتابیں اِس لحاظ سے بڑی مفید ہیں کہ صحابہ کرام، رضی اللہ عنہم، کے حالات و کوائف مُنضَبط کرتے وقت ضِمناً آنحضرت صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کے واقعات بھی اُن میں محفوظ ہو گیے ہیں، کیونکہ صحابہ کرام، رضوان اللہ علیہم، نے حضور اَکرم صَلّی اللہ عَلیہ

وَسلم سے جو کچھ سنا، سیکھا، یا آپ صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کا جو واقعہ بھی اُن کی نظر سے گزرا، وہ سب کچھ صحابہ، رضی اللہ عنہم، نے اپنے راویوں کے سامنے بیان کیا۔ یوں صحابہ کرام، رضوان اللہ علیہم، کے حالات سے بِالواسطہ ہمیں آنحضرت صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کے واقعاتِ زندگی بھی معلوم ہوتے گئے۔ علاوہ ازیں بعض کتابوں کی اِبتداء میں صحابہ اور تابعین، رضوان اللہ علیہم اَجمعین، کے تذکرے کے ساتھ ساتھ حضور اَکرم صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کا بھی مختصر ذکر کی گیا ہے۔ سیرتِ رَسول صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کے لیے "اَسماءالرّجال" کا یہ عظیم الشان سرمایہ اِنتہائی قابلِ قَدر ہے۔[13]

VII. کُتبِ شمائل: سیرتِ رسول صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کا ایک اور مآخذ وہ کُتُب ہیں، جن میں آنحضرت صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کے حُلیہ مبارک، عادات وخصائل، اور فضائل و معمولاتِ زندگی کا تذکرہ ہے۔ یُوں تو کُتب اَحادیث میں بھی شمائل نبوی صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کا ذکر ہوتا ہے، مثلاً صحاح ستہ کی بعض کتابوں میں شمائل کا جداگانہ باب موجود ہے، اور تمام مسانِید، مَعاجم وَ موطّات میں بھی سیرت رسول صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کے اِس خاص پہلو سے متعلق اَحادیث موجود ہیں۔[14]

لیکن بعض کتابوں میں صرف شمائل کو ہی موضوع بنایا گیا ہے۔ چنانچہ اِمام تِرمذی، رحمتُ اللہ علیہ، متوفی ۲۷۹ھ، کی کتاب الشمائل اِس فن کی سب سے پہلی تالیف ہے۔ اِس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اِس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ بڑے بڑے جیّد عُلماء نے اِس کی بِیسیوں شرحیں لکھیں۔[15]

شمائل کا موضوع سیرت نگاروں کے لیے اِتنا پُرکشِش رہا ہے کہ اَوائل سے لے کر اب تک اِس پر طبع آزمائی ہو رہی ہے۔ لہذا کتب شمائل بھی سیرت طیّبہ صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم مرتب کرنے میں ایک مآخذ کا درجہ رکھتی ہیں۔

VIII. کُتبِ دَلائل: سیرت رسول صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کا ایک اور مآخذ دلائلِ نَبوت ہیں، جن میں آنحضرت صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کے معجزات اور روحانی کارناموں کا ذکر کیا ہے۔ سَیّد سلیمان ندوی، رحمت اللہ علیہ، نے اپنی کتاب "خطباتِ مدراس" میں اِس صنف کی کئی کتابوں کا ذکر کیا ہے، جو آنحضرت صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کے اِس پہلو کے بیان کے لیے لکھی گئی ہیں۔[16]

بَقَول حکیم غلام معین الدین نعیمی، چند اہل قلم حضرات نے معجزات سَرورِ کائنات صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کو اپنی سیرت نگاری کا موضوع بنایا ہے۔[17]

مندرجہ بالا بحث سے معلوم ہوا کہ کُتبِ دلائل بھی سیرت طیّبہ صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کے مرتبین کے لیے مآخذ کا کام دیتی ہیں۔

IX. کُتب آثار واَخبار: سیرت رسول صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کا ایک اور مآخذ وہ کتابیں ہیں جو مکّہ مُعظّمہ اور مدینہ منوّرہ کے حالات کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔ اِن کتابوں میں اُن شہروں کے عام حالات کے علاوہ حضور اَکرم صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کے حالات زندگی اور اُن مقاماتِ مقدّسہ کے نام و نشان ہیں، جن کا حضور صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم سے کوئی تعلق رہا ہے۔ کتب سیرت کے لیے آثار واَخبار کی یہ تصانیف پس منظر کا کام دیتی ہیں، کیونکہ اِن کے مُصَنّفین نے مکّہ اور مدینہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے اِن دونوں شہروں کے ماضی کو کُریدا ہے، اور یوں ہمارے لیے تاریخی معلومات کا ایسا یادگار ذخیرہ چھوڑا ہے، جو کہیں اور نہیں ملتا۔ اِن کتابوں کے مؤلفین کی محنت کی داد دینی چاہیے کہ اُنہوں نے ہزاروں سال پر محیط یہاں آباد ہونے والے قبائل کی تہذیبی و تمدنی زندگی کی تفصیلات ہمارے فراہم کی ہیں۔ اور اُن کا رشتہ سیرت رسول صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم سے یوں قائم کیا ہے کہ آپ صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کی بِعثت ایک فطری عمل محصوص ہوتی ہے۔ اِن کتابوں کو اَصل میں کتبِ تاریخ کی صف میں جگہ ملنی چاہیے۔ لیکن آنحضرت صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کی سوانح حیات کی فراہمی کے سلسلے میں اِن کتابوں کی منفرِد حیثیت ہے۔ اِس لیے اِنہیں علیحدہ عنوان کے تحت موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔ لہذا کتب آثار واخبار بھی مآخذ سیرت کا حصّہ قرار پاتی ہیں۔[18]

X. مَعاصِرانہ شاعری: سیرت رسول صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کا ایک اور مآخذ آنحضرت صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کے زمانے کی وہ عربی شاعِری ہے جو آپ صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کے حوالے سے کی گئی ہے۔ سَر وِلیَم میور اگرچہ سیرت رسول صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کے بنیادی منابع صرف دو ہی تسلیم کرتا ہے، یعنی قُرآن و حدیث، لیکن یہ بھی کہتا ہے کہ اِس سے نیچے دو سرچشمے اور بھی ہیں، یعنی ہم عصر دستاویزات اور عربی شاعری۔ اِن دونوں نچلے درجے کے مآخذوں کے لیے بھی ہم اَحادیث کے ممنُونِ اِحسان ہیں، جن میں ایک اُن کا ایک بڑا حصّہ محفوظ ہو گیا ہے۔ یا پھر ہمیں کتب سیر و مَغازی کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے جہاں جابجا اُن سے اِستفادہ کیا گیا ہے۔[19]

آنحضرت صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کے ہم عصر شعراء میں حضور کے چچا اَبو طالب، سبعہ مُعَلَّقات کے شعراء میں سے ایک شاعر اَعشیٰ، حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ، حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن زبعری رضی اللہ عنہ، کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، فضالہ لیثی رضی اللہ عنہ، اور عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ کے نام اہم ہیں۔ یوں تو اَبو زید القرشی نے جمہرہ میں المفصل الضبی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "رسول اللہ صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کے صحابہ میں کوئی بھی اَیسا نہیں ہے جس نے حضور صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کی شان میں شعر نہ کہا ہو اور اُس کو موقع پر پڑھ کر نہ سنایا ہو"۔ اور اُس کی تائید خلفائے راشدین، حضرت اَبو بکر

رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ، کے کہے ہوئے اُن تعزیتی اَشعار سے ہوتی ہے جو اِکا دُکا مختلف کتابوں میں محفوظ ہیں۔ اور اُن اَشعار سے بھی جو آنحضرت صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کے قریبی اَعزاء، حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنھا، حضرت صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنھا، حضرت عاتکہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنھا، حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہ، اَبوسفیان بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ، سے منسوب ہیں، اور جن میں آنحضرت صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کے وصال پر غم کا اِظہار کیا گیا ہے۔[20]

XI. غَیر مذاہب کی مقدّس کُتب: سیرت رسول صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کا ایک اور مآخذ غَیر مذاہب کی مقدّس کتابیں بھی ہیں۔ سیرت نگاری کے لیے ضروری ہے کہ موضوع سے متعلق جس قدر کتابیں دستیاب ہوں، اُن کا بے لاگ مطالعہ کیا جائے، اور اُن میں سے صرف واقعات مآخذ کیے جائیں، جو معیار تحقیق پر پورے اُترتے ہوں اور جو رسول اللہ صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم صَلّی اللہ عَلیہ کی ذات کے حوالے سے کسی پہلو کی نشان دہی کرتے ہوں یا دلیل فراہم کرتے ہوں۔[21]

جن سیرت نگاروں نے سیرت طیبہ صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کے اَصل مَنابع یعنی قُرآنِ مجید، کُتبِ حدیث، کتاب سیرت و مَغازی اور

کتاب شمائل کے علاوہ غیر مذاہب کی کتابوں کو بھی اِستعمال کی ہے، اُن میں سَر سَیّد اَحمد خان اور قاضی سلیمان منصور پُوری قابل ذکر ہیں۔ سَر سَیّد اَحمد خان رحمت اللہ علیہ، نے "الخطبات الاَحمدیّہ" میں ایک باب "رسول اللہ صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کی بشارات کے بیان میں، جو تَوریت اور اِنجیل میں مذکور ہیں" کے عنوان سے رکھا ہے جس میں عبرِانی بائبل کے حوالے سے بھی اُسی زبان کے حروف میں پیش کیے ہیں۔[22]

قاضی سلیمان منصور پُوری رحمت اللہ علیہ، نے "رحمۃ اللعالمین" میں اِن مآخذ کو اِستعمال کیا ہے۔ معروف مُحقّق، ڈاکٹر محمد میاں صدّیقی کہتے ہیں: "مراجع و مصَادِر کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ قاضی صاحب نے صِرف اِسلامی علوم پر اِکتفا نہیں کیا، بلکہ غیر مذاہب کی مقدّس کتابوں کی وَرق گردَانی بھی کی ہے، اور یَہودیوں، عیسائیوں اور ہندوئوں کی مذہبی کتابوں سے بھی مضبوط شواہد بہم پہنچا کر حضور اکرم صَلّی اللہ عَلیہ وَسلم کی عظمت پر مہرِ ثَبت کر دی ہے۔[23]

اِس بات کی تائید سَیّد سُلیمان ندوی رحمت اللہ علیہ، کے اِس جملے سے بخوبی ہوتی ہے کہ: "مُصَنّف مرحوم کو، تَوراۃ اور اِنجیل پر مکمل عبور حاصل تھا۔"[24]

عصرِ حاضر کے سیرت نگاروں میں طالب حسین کَرپَالوی نے اپنی تصنیف "سیرت النبی اِنجیلِ مقدّس کی رَوشنی میں"[25] پیش کر کے سیرت نگاری میں بطور مآخذ غیر مذاہب کی مقدّس کتب کی اہمیت کو مزید اُجاگر کر دیا ہے۔

مآخذ سیرت کے مذکورہ بالا بیان کے بعد یہ کہنا شائد غلط نہ ہو کہ قَدیم اور ماضی قَریب کے سیرت نگاروں نے، جن کی تعداد کا تعیّن کرنا اِنسانی قُدرت سے باہر ہے، اپنی تالیفَات کے دَورَان متذکّرہ مآخذ سیرت میں سے اَکثر کو اِستعمال کیا ہو گا، لیکن اُن کا ذِکر اپنی تالیفات کے مقدّمات یا دِیباچوں میں نہیں کیا ہے، لیکن یہ ضرور کہا ہے کہ اُنہوں نے سیر نگاری کے لیے "اَصل اور بنیادی مواد" پر زیادہ اِعتماد کیا ہے۔ اِس کی وجہ غالباً یہ رہی ہو گی کہ اُن کے زمانے میں دَورِ جدید کا طریقہءِ تَصنِیف و تحقیق مروّج نہ تھا۔ لہذا اُن سیرت نگاروں نے اِس وَضاحت کی ضرورت محسوس نہ کی۔ یہی وجہ ہے کہ اِس مقالے میں، جن معروف کُتبِ سیرت کے مقدّمات کو مطالعہ کے لیے منتخب کیا گیا تھا، اُن میں سے اکثر مولفینِ سیرت نے مذکورہ بالا مآخذ کا ذکر نہیں کیا ہے۔ لیکن جن سیرت نگاروں نے مآخذ سیرت کا ذکر یا اِعتراف، اپنے مقدّمات میں کیا، اُن کا ذکر کر دیا گیا ہے۔

منتخب عربی کتبِ سیرت کے مقدّمات کا مطالعہ کرنے کے نتیجے میں، صِرف محمد حسین ہیکل[26] نے اپنی کتاب "حیاتِ محمد" کے مقدّمے میں قرآن مجید، کُتبِ اَحادیث، کُتبِ سیَر، کُتبِ تاریخ، اور غیر مذاہب کی مقدّس کتابوں کو اِستعمال کرنے کا اِعتراف کیا ہے۔

مُستَشرقین کی تحریر کردہ کُتبِ سیرت کے مقدّمات کا مطالعہ کرنے سے جو نتیجہ سامنے آتا ہے، اُسے عَلامہ شبلی نعمانی، رحمت اللہ علیہ، نے بہت عُمدہ طریقے سے بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں: "مُصَنّفینِ یَورَپ تین قِسموں پر مُنقَسِیم کیے جا سکتے ہیں؛۔۔۔یَورَپینّ مُصنّفین کا تمام تَر سرمایہءاَسناد صِرف سیرت و تاریخ کی کتابیں ہیں؛۔۔۔جِس کی وجہ سے ہم اُنہیں سیرت نِگاری کے فَن سے معذُور رکھتے ہیں؛۔۔۔یَورَپ کے اُصُول و تَنقِیح شہادت اور ہمارے اُصُولِ تَنقِیح میں سخت اِختلاف ہے"۔[27]

مقالہ ہذا کے لیے، منتخب "اُردو کُتبِ سیرت" کے مقدّمات کا مطالعہ کرنے کے دَوران جن سیرت نگاروں نے مآخذ کا ذکر کیا ہے، اُن کے اَسمائے گرامی درجِ ذیل ہیں:-

- عَلامہ شِبلی نُعمانی[28]۔ اِنہوں نے قُرآن مَجید، کُتبِ سیرت و مَغازی اور کُتب اَسماءالرّجال کا ذکر کیا ہے۔
- پُروفیسر سَیّد نَوّاب علی[29]؛ مولانا اَبو الکلام آزاد[30]؛ سَیّد اَبوالاَعلیٰ مودُودی[31]۔ اِنہوں نے قُرآن مجید کو سیرتِ طیبہ کا اہم مآخذ گردانا ہے۔

- سیّد سُلیمان ندوی[32]۔ اِنہوں نے محدّثین اَر بابِ سَیَر اور اَسماء الرّجال کو اہمیت دی ہے۔
- سیّد اَبوالحسن علی ندوی[33]۔ اِنہوں نے قُرآن مجید، کُتبِ اَحادیث، کُتب تاریخ، کتب آثار واَخبار اور غیر مذاہب کی مقدّس کتابوں کو بطور مآخذ اِستعمال بھی کیا، اور اُنہیں مآخذ قرار دیا ہے۔

موجودہ زمانے کے چند مُحققین[34] کے اَسمائے گرامی درجِ ذیل ہیں:۔

- ڈاکٹر اَنور محمود خالد۔ اِنہوں نے قُرآن مجید، کُتبِ اَحادیث، کُتبِ مَغازی و سیر، کُتب تاریخ، کُتب تَفاسیر، کُتب اَسماء الرّجال، کُتب شمائل، کُتب دلائل، کُتب آثار واَخبار اور مَعاصرانہ شاعری کو مآخذ سیرت قرار دیا ہے۔
- ڈاکٹر محمد میاں صدیقی۔ اِنہوں نے قُرآن مجید اور کُتبِ اَحادیث کو مآخذ سیرت قرار دیا ہے۔
- ڈاکٹر سہیل حسن۔ اِنہوں نے قُرآن مجید، کُتبِ اَحادیث، کُتب سیرت، اور کُتب تاریخ کو مآخذ سیرت قرار دیا ہے۔
- ڈاکٹر یاسین مظہر صدّیقی۔ اِنہوں نے قُرآن مجید، کُتبِ اَحادیث، کُتب تاریخ، کتب آثار واَخبار اور غیر مذاہب کی مقدّس کتابوں کو مآخذ مانا ہے۔

حاصلِ مطالعہ

دُنیا میں جب تک مسلمان آباد ہیں، سیرتِ نبویہؐ کو اُن کی روحانی، سماجی، معاشی اور سیاسی زندگی میں اَہمیّت حاصل رہے گی۔ سیرتِ طیّبہ کے چشمہ فیض وہدایت کی حفاظت کرنا، اور اُس کو صاف وشَفّاف انداز، اور جدید دَور کے تقاضوں کے مطابق دُنیا کے سامنے پیش کرنا سیرت نگاروں کی اِنفرادی اور اِجتماعی ذمہ داری ہے۔ سیرت نگاروں کو قَدیم اور جدید مآخذ سیرت کو اِستعمال کرنا چاہیے۔ سیرت نگاری کے لیے اہل علم کے تجویز کردہ مندرجہ ذیل مصادر و مآخذ کو اِستعمال کیا جانا چاہیے:۔ ۱۔ قُرآن مجید۔ ۲۔ کُتبِ اَحادیث۔ ۳۔ کُتب مَغازی وَ سیر۔ ۴۔ کتب تاریخ۔ ۵۔ کتب تفاسیر۔ ۶۔ کتب اَسماء الرجال۔ ۷۔ کتب شمائل۔ ۸۔ کتب دلائل۔ ۹۔ کتب آثار واَخبار۔ ۱۰۔ معاصرانہ شاعری۔ ۱۱۔ غیر مذہب کی مقدس کُتب۔

حوالہ جات

[1] مجدی، مُفتی محمد علیم الدین نقشبندی، جون ۲۰۰۰ء، "سیرت سَیّدالاَنبیاء" صَلّی اللہ عَلیہ وَسلّم، ترجمہ "بذل القوّۃ فی حوادث النبوی"، موئلف: مخدوم محمد ہاشم سندھی [۱۱۰۴ھ-۱۱۷۴ھ]، لاہور: مظہرِ علم، کالاخطائی روڈ، شاہدرہ، مقدمہ، ص۴۵۔

[2] حمید اللہ، ڈاکٹر محمد، ۱۹۸۱ء، "عہد نبوی میں نظامِ حکمرانی"، کراچی: اُردو اکیڈمی سندھ، پیش لفظ، ص۴۔

[3] صدّیقی، نعیم، ۱۹۹۹ء، "مُحسنِ اِنسانیت"، لاہور: الفیصل ناشران وتاجرانِ کُتب، تقریظ، ماہرالقادری۔

[4] خان، سر سیّد احمد، ۱۹۸۰ء "الخطبات الاحمدیۃ فی العرب و السیرۃ المحمدیۃ"، کراچی: نفیس اکیڈمی، ص۲۳۔

[5] **عربی کُتب**:- سیرت اِبنِ ہشام، محمد ہاشم؛ طَبقات اِبنِ سعد، اِبنِ سعد؛ الوفاء باِحوال المصطفیٰ، اِبنِ جوزی؛ زاد المعاد، اِبنِ قیّم؛ الخصائص الکبریٰ، جلال الدین سیُوطی؛ رَوض الاُنف، عبدالرَّحمٰن بِن عبداللہ السھیلی؛ السیرۃ النبوّیۃ، اِبنِ کثیر؛ المواہب اَلّدنیۃ، اَبو بکر القسطلانی؛ بذل القوّۃ فی حوادِث النّبوّۃ، مخدُوم محمد ہاشم سِندھی؛ حیَاتِ مُحمّد، صلّی اللہ عَلیہ وَسلَّم، محمد حُسَین ہیکل۔

اُردُو کُتب: - خطباتِ اَحمدیہ، سَر سید اَحمد خان؛ سیرت النبی، صلّی اللہ عَلیہ وَسلَّم، شِبلی نُعمَانی؛ رحمۃ للعَالمین، قاضی سلیمان منصُور پُوری؛ خطباتِ مدراس، سید سُلیمان ندوی؛ سیرتِ رسول اللہ، صلّی اللہ عَلیہ وَسلَّم، سَید نَواب علی؛ اَصح السیِّر، عبد الرّؤف دَانا پُوری؛ سیرتُ المصطفیٰ، صلّی اللہ عَلیہ وَسلَّم، محمد ادریس کاندہلوی؛ مُحسنِ اِنسانیت، محمد نعیم صِدّیقی؛ سیرت خَاتم اَلاَنبیاء، صلّی اللہ عَلیہ وَسلَّم، محمد شَفیع؛ نَبیِّ رحمت، صلّی اللہ عَلیہ وَسلَّم، اَبو الحسَن علی ندوی؛ سیرت سَرور عالم، سَید اَبو اَلاعلیٰ مَودُودی؛ پیَغمبر اِنسانیت، صلّی اللہ عَلیہ وَسلَّم، محمد جَعفَر شاہ پھُلواری؛ مقالات سرسَیّد، مرتّب: محمد اِسماعیل پانی پتی؛ رسُولِ رحمت، اَبو الکلام آزاد؛ ضِیاء النبی، صلّی اللہ عَلیہ وَسلَّم، پیر کَرم شاہ اَلاَزہری؛ پیَغمبرِ اَعظم وَآخر، نَصیر اَحمد نَصیر؛ سیرت النبی، صلّی اللہ عَلیہ وَسلَّم، اِنجِیلِ مُقدّس کی روشنی میں، طَالب حُسین کَرپالوی۔

انگریزی کُتب: - Life of Muhammad, Sir William Muir; The Messenger, R.T.C. Boadly; The Life of Mohammad, A. Guillaume; The Life of Muhammd, Mohammad Hussein Heikal, tr. Ismail al-Faruqi; Mohammad at Mecca, Montgomery Watt; Life of Mohammad, L. Gresik; An Apology for Mohammed and the Koran, John Davenport; Heroes of Nation, M. D. Davis; The Mohammedan Controversy, William Muir.

[6] خالد ,اَنور محمود ، ۱۹۸۹ء،اُردو نثر میں سیرت رسول، صلّی اللہ عَلیہ وَسلَّم،لاہور: اِقبال اکیڈمی، ص۴۵۔

[7] اَیضاً / ص ۵۳، نیز دیکھیے: محمد اسماعیل پانی پتی/ مقالات سَرسَیّد، لاہور: مجلس ترقّی اَدب، ص ۱۶-۱۷۔

[8] اَیضاً / ص ۱۳۷۔

[9] اَیضاً / ص ۱۳۷۔

[10] اَیضاً / ص ۱۵۸۔

[11] اَیضاً / ص ۱۵۷۔ نیز دیکھیے: شبلی نعمانی/ سیرت النبی، صلّی اللہ عَلیہ وَسلَّم، مقدمہ ص ۳۸-۳۹۔

[12] اَیضاً / ص ۱۶۷۔

[13] سیوطی، جلال الدین، ۱۹۸۰ء، الخصائص الکبریٰ، ترجمہ: حکیم غلام معین الدین نعیمی، دیباچہ۔

[14] سید سُلیمان ندوی، ۱۹۹۵ء، خطباتِ مدراس، لاہور: اِدارہ مطبوعات طلبہ، اِچھرہ، ص ۲۷، ۲۸۔

[15] اَیضاً / ص ۷۔

[16] سیوطی، جلال الدین، ۱۹۸۰ء، الخصائص الکبریٰ، ترجمہ: حکیم غلام معین الدین نعیمی، دیباچہ۔

17 خالد ,انور محمود ، ۱۹۸۹ء،اُردو نثر میں سیرت رسول، صلّی اللہ علیہ وَسلَّم،لاہور: اِقبال اکیڈمی، ص۱۷۹۔

18 میور، سَر وِلیَم، لائف آف محمد، صلّی اللہ علیہ وَسلَّم، ص۱۴۔

19 خالد، انور محمود، ۱۹۸۹ء، اُردو نثر میں سیرت رسول، صلّی اللہ علیہ وَسلَّم،لاہور: اِقبال اکیڈمی، ص۱۸۱۔

20 اَیضاً/ص ۱۸۸۔

21 پھلواری، شاہ محمد جعفر ،۱۹۷۰ء، پیغمبرِ انسانیت، مقدّمہ: حسن مثنّیٰ ندوی/ص:الف/ لاہور: اِدارہ ثقافت اِسلامیہ/ نیز دیکھیے: مجلّہ فِکرونظر، ۱۹۹۲ء، سیرت نمبر، صلّی اللہ علیہ وَسلَّم، اِسلام آباد: اِدارہ تحقیقات اِسلامی،'' اُردو زبان میں چند کتب سیرت'' محمد میاں صِدّیقی، جلد ۳۰، ص۲۷۵۔

22 فِکرونظر، ۱۹۹۲ء، سیرت نمبر، صلّی اللہ علیہ وَسلَّم، اِسلام آباد: اِدارہ تحقیقات اِسلامی،'' اُردو زبان میں چند کتب سیرت'' محمد میاں صِدّیقی، جلد ۳۰، ص۲۸۸۔

23 منصُور پُوری، قاضی سلیمان، ۱۹۷۰ء، رحمۃ للعلمین، صلّی اللہ علیہ وَسلَّم، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، از مقدمہ۔

[24] کرپالوی، طالب حسین،۱۹۹۰ء، سیرت النبی، صلّی اللہ علیہ وَسلَّم، اِنجیل مُقدّس کی روشنی میں، لاہور: جعفریّہ دار التبلیغ، سانده کلاں۔

[25] ہیکل، محمد حسین، ۱۹۷۵ء، حیات محمد، صلّی اللہ علیہ وَسلَّم، مترجم: اَبو یحییٰ اِمام خان، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ص۲۳-۲۶/: شبلی نعمانی/ سیرت النبی، صلّی اللہ علیہ وَسلَّم،ص۹۵۔

[26] اَیضاً/ص۱۰۱،۱۰۰،۹۷۔

[27] علی، سَیّد نَواب،۱۹۷۰ء، سیرتِ رسول اللہ، صلّی اللہ علیہ وَسلَّم، کراچی: مکتبہ اَفکار

[28] آزاد، اَبو الکلام، ۱۹۷۰ء، رسول رحمت، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ص ۱۹،۱۱، ۲۰۔

[29] مَودودی، سَیّد اَبو الاعلیٰ ، ۱۹۸۵ء، سیرت سَرور عالم، لاہور: اِدارہ ترجمان القرآن، ج۲،ص۳۱۔

[30] ندوی، سیّد سُلیمان، ۱۹۹۵ء، خطباتِ مدراس، لاہور: اِدارہ مطبوعات طلبہ، اِچھرہ، ص۴۲۔

ندوی، اَبو الحسن علی، ۱۹۹۹ء، نبّیِ رحمت، صلّی اللہ علیہ وَسلَّم،کراچی: مجلس نشریات اسلام، س۱۶،۱۵،۱۰-۲۱۔

[31] ندوی، اَبو الحسن علی، ۱۹۹۹ء، نبّیِ رحمت، صلّی اللہ علیہ وَسلَّم،کراچی: مجلس نشریات اسلام، س۱۶،۱۵،۱۰-۲۱۔

[32] خالد، انور محمود، ۱۹۸۹ء،اُردو نثر میں سیرت رسول، صلّی اللہ علیہ وَسلَّم،لاہور: اِقبال اکیڈمی، ص۴۵۔

[33] مجلّہ فِکرونظر، ۱۹۹۲ء، سیرت نمبر، صلّی اللہ علیہ وَسلَّم، اِسلام آباد: اِدارہ تحقیقات اِسلامی،'' اُردو زبان میں چند کتب سیرت'' محمد میاں صِدّیقی، جلد ۳۰، ص۲۶۷۔

[34] مجلّہ فِکرونظر، ۱۹۹۲ء، سیرت نمبر، صلّی اللہ علیہ وَسلَّم، اِسلام آباد: اِدارہ تحقیقات اِسلامی،'' اُردو زبان میں چند کتب سیرت'' محمد میاں صِدّیقی، جلد ۳۰، ص۲۶۷۔

خالد، انور محمود، ۱۹۸۹ء،اُردو نثر میں سیرت رسول، صلّی اللہ علیہ وَسلَّم،لاہور: اِقبال اکیڈمی، ص۴۵۔